رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد — میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

جلد | کاکوری دوشنبہ ۱۶ مارچ ۱۹۴۲ء مطابق ۲۸ صفر المظفر ۱۳۶۱ھ | نمبر ۲۲

ادبیات

پیامِ محبت

(از اے۔ حسن کاکوروی)

میں کیوں ہوں کسی کا غلامِ محبت — بڑا فرض ہے احترامِ محبت
مبارک مبارک ہو جامِ محبت — پیو اور پلاؤ بنامِ محبت
پئے جا۔ پئے جا تو جامِ محبت — اسی کا ہے طالب غلامِ محبت
نہیں میرا ہمدم نہیں کوئی ساتھی — رسائی ہو کیا تا مقامِ محبت
نہ مایوس کر تو نہ دل توڑ میرا — جو مقصود ہو احترامِ محبت
جو تقدیر میں ہو تو دیکھینگے ہم بھی — ترا جلوہ از فیض عامِ محبت
کہاں کی نمازیں کہاں کی امامت — میں ساجد ہوں دل ہے امامِ محبت
کرم کر، کرم کر، خدارا کرم کر — کہیں سن ہمارا کلامِ محبت
تقاضائے شانِ قاہر کہ اے دل — نہ لے اُن سے تو انتقامِ محبت
تمہاری جوانی کی تعریف کیا ہو — اسی پر ہے قائم نظامِ محبت
ستاتے ہو دل کو مگر غور کر لو — یہی ہے تمہارا مقامِ محبت
دل اس کے ہمراہ بھیجا ہے سن لو — پیامِ محبت سلامِ محبت
تڑپنا محبت میں ماہی کے مانند — یہی ہے ادا کیا پیامِ محبت

عرضِ تمنّا

میری جان! تم کہاں جا رہی ہو؟
تمہارا یہ عاشقِ صادق تم سے ملنے کے لئے آیا ہے۔!
۔گیت گاتا ہوا، تمہاری ملاقات کیلئے آیا ہے!!
مجھ سے دور نہ بھاگو۔ تمہاری بھاگ دوڑ بیسود ہے۔
کیا تم نہیں جانتیں کہ سفر کا انجام عاشق اور محبوب کے ملاپ پر ہوتا ہے، آخر تمہیں میرے ہی پاس آنا پڑے گا۔

میری جان! محبت ایسی چیز نہیں جس سے لطف اندوز ہونے کو ملتوی کر دیا جائے۔ نہ جانے مستقبل میں کیا ہو اس لئے حال کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔ محبت حال ہی سے سروکار رکھتی ہے اس لئے ــــ

میری جان! میرے تشنہ لبوں کو شراب جوانی سے سرشار ہو جانے دے میری روح کو گرمانے۔

(انگریزی سے اخذ) (شکسپیر)

سید محمد مشیر الدین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ دلال اعلیٰ، کاکوری سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۸ | کاکوری دوشنبہ ۱۶ر مارچ سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر ۲۲

ہماری زندگی

انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور نبی کریمؐ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ ساتھ صلح و آشتی کی تبلیغ۔ ہمدردی و خاکساری کا برتاؤ، برادرانہ و محبانہ سلوک کی اشاعت، رحم و کرم کی توسیع، ظلم و جبر کی مخالفت اور عالمگیر رشتۂ اخوت سے قریب تر ہونے کی عملی جد و جہد میں مصروف رہکر اپنے اخلاق و عادات تہذیب و تمدن اور کلچر و معاشرت کے نمونۂ کامل سے دنیا کو مطمئن کرنا۔

انسانی زندگی کی قدر و قیمت انسان کے قول و فعل اور اخلاق و عادت پر منحصر ہے اسلئے زندگی کے صحیح معنوں کو ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے اخلاق و عادات کو بہترین طریقہ پر تربیت دے تاکہ وہ دین و دنیا دونوں پر سرخروئی حاصل کر سکے۔ ہمیں تمام برائیوں سے پاک و صاف ہو کر صابر و شاکر، حلیم و سلیم، نیک خو اور باعمل ہونا چاہیے۔ یہی خصوصیتیں ہمارے نصب العین میں داخل تھیں جنکے ذریعہ انھوں نے دنیا میں اعلےٰ مدارج حاصل کئے اور ناموری و شہرت کے آفتاب بنکر چمکے۔ لہذا زندگی کا تقاضا۔ وقت کی اہمیت اور دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے کہ ہم اپنے بھولے ہوئے سبق پھر سے تازہ کرنے کے لئے موثر ترین لائحۂ عمل تجویز کریں کہ موجودہ تاریکی کو دور کر کے اپنے قول و فعل، علم و عمل اور اخلاق و عادات کی روحانی قوتوں سے دنیا کی تمام موجودہ مادی قوتوں پر غالب آ جائیں ورنہ صرف نام کے مسلمان بننے، خیالات کی ہوائی عمارتیں بنانے اور فضول مباحث میں اُلجھے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ دنیا حق و صداقت کے معاملہ میں مقابلہ کا ایک میدان ہے۔ جو شخص حق و صداقت، ایثار و قربانی اور نیک نیتی کو کام میں لائے گا میدان اُسی کے ہاتھ رہے گا خواہ وہ کسی مذہب یا کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اگر ہم صحیح راہ عمل اختیار کر کے اُسپر گامزن ہو جائیں تو ہماری موجودہ ناکامیابیاں ختم ہو جائیں۔

ہم نے اپنے بزرگوں اور جوانان وطن سے اکثر استدعا کی کہ وہ کبھی اسپر غور کرنے کی زحمت گوارا کریں کہ آخر ہمارے قصبہ کے اسقدر جلد روبزوال ہونے کے اسباب اور وجوہ کیا ہیں کہ ہم ادبار و ناکامیوں کے بھنور میں ایسے پھنسے ہیں کہ اُس سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں پیدا ہو رہی ہے۔ ہم جہاں تک سمجھتے ہیں یہ سبب اس کا نتیجہ ہے کہ ہمیں وہ تمام عادات حسنہ جو اوپر بیان ہوئے ہیں کا فقدان پیدا ہو گیا ہے جس نے ہم کو نکبت و ادبار کے غار میں ڈھکیل دیا ہے۔ ہم نے بارہا عرض کیا ایک بار سر جوڑ کر بیٹھئے اور کوئی لائحہ عمل تجویز کر کے ان سیاہ بادلوں کے دفعیہ کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا کے ساتھ عملی طریقۂ کار بھی اختیار کیجئے۔ برخلاف اسکے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ نفسانیت، خود غرضی، بغض اور کینہ ہم کو کسی اچھے کام کرنے پر راغب ہونے نہیں دیتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے قصبہ میں اتفاق و یک جہتی جو کبھی یہاں کی معاشرت میں شامل سمجھی جاتی تھی اب ہم اس جانب توجہ ہی نہیں کرتے جس سے ہم کو انتہائی نقصان پہونچ رہا ہے اور ہماری کی تمام اچھائیاں۔ یعنی اُنکا محبانہ سلوک، رحم و کرم، ہمدردی، اخوت سب پر پانی پھر رہا ہے اور اپنی کوئی جمعیت یا تنظیم نہیں کر سکنے اور اپنی قوت کو کمزور کرتے جا رہے ہیں۔

دیکھنے والوں نے دیکھا ہے اور سُننے والے جانتے ہیں کہ ہمارے قصبہ کے کیا ہندو کیا مسلمان سب کے معاشرت میں کیسی یگانگت اور آپس میں کیسا اتحاد تھا۔ اگر آج بھی وہی پرانے اخلاق، عادات و اطوار اور بزرگوں کی خوبیاں ہم میں پیدا ہو جائیں تو ہمارا قصبہ ترقی و عروج کے منازل طے کر سکتا ہے۔ اتفاق و اتحاد سے جو تنظیم ہوگی ظاہر ہے کہ وہ کسقدر پائدار اور اُسکے اثرات کتنے دوررس ہونگے۔ ہم اپنے اہل وطن سے بزرگ، خورد، جوان، بوڑھے، مرد و عورت سب سے بادب گذارش کرینگے کہ سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی کمزوریوں پر غور کرکے جلد کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز کریں کہ ہم پھر دنیا کے سامنے اپنے رفعت و شان کو پیش کرکے اپنی زندگی کا ثبوت دے سکیں۔ اور پھر ایسے پُرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر چہار طرف نفسی نفسی کا عالم ہے۔

عہدرسالت کی جانباز دوشیزہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

جو تعریف حارث نے عامر کے اخلاق کی سُنی تھی اُس سے دوچند پایا۔ دوران گفتگو میں عامر بن سہیل نے کہا کہ میں ایک مشہور و معروف و دیانتدار تاجر ہوں۔ بدقسمتی سے میرے والدین مجھے ایام طفولیت ہی میں اس جہان فانی میں بے یار و مددگار چھوڑکر راہئے ملک عدم ہوئے۔ اس قادر القیوم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ کو روپیہ پیسے کی کمی نہیں اگر دولت کو پانی کی طرح بھی بہاؤں تو تب بھی میرا روپیہ صدیوں تک ختم نہیں ہو سکتا۔ مگر مجھے ایک فکر دامنگیر ہے جسکی وجہ سے میں ہر وقت رنجیدہ رہتا ہوں۔ حارث نے کہا وہ کون فکر ہے جس سے آپ ہر وقت مغموم رہتے ہیں مجھے اس سے آگاہ کیجئے میں حتے المقدور آپکے غم کو دور کرنے کی کوشش کرونگا یہ سنکر عامر نے خدا کا شکر کیا اور کہا کہ کسی باعظمت تاجر کی لڑکی سے شادی کرنیکا خواہشمند ہوں مگر باوجود انتہائی تلاش و کوشش کے میری حسب منشا کوئی لڑکی اسوقت تک نہیں ملی۔ حارث نے کہا میں جانتا ہوں کہ آپ بلا شک و شبہ کسی عالی خاندان کے نور نظر ہیں۔ میری ایک فہیم و عقیل لڑکی عاصمہ ہے جسکی عزت و عظمت کا شہرہ تمام مکہ اور گرد و نواح میں ہے۔ بلحاظ علمی قابلیت کے بھی ارد گرد اُسکا ثانی نہیں ہے وہ ایک مشہور و معروف ذہین اور تیز طبع شاعرہ ہے اگر آپ کو یہ رشتہ منظور ہے تو آج شام ہونے سے پہلے میں آپ کو اس غم سے نجات دلا دونگا۔

حارث بن قیس کا ہمدردانہ لب و لہجہ دیکھکر عامر نے کہا کہ مجھے آپ کی نیک اختر بصد خوشی منظور ہے اور میں آپ کے اس نیک سلوک کا تہ دل سے ممنون ہوں آپ کا یہ بار احسان تادم مرگ میری گردن پر رہے گا۔

اُسی دن عاشق توحید کی شادی عامر بن سہیل سے ہو گئی بعدازاں کچھ دن تو عامر مکہ میں رہا اور پھر وہاں سے مع اپنی رفیقہ کے مدینہ واپس چلا گیا۔ مدینہ پہونچکر ایک دن دونوں میں یہ گفتگو ہوئی :-

عاصمہ۔ آپ مجھ سے کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔

عامر۔ نہیں۔ بالکل نہیں! آپ پر یہ کیسے ظاہر ہوا۔

عاصمہ۔ گو اسمیں کوئی شک نہیں کہ آپ میری ہر طرح سے دلداری کرتے ہیں مگر پھر بھی کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں

عامر۔ میری پیاری عصمت مآب تمھارا یہ خیال غلط ہے میں تم سے ہر طرح خوش ہوں۔

عاصمہ۔ (شرم و حیا کرتے ہوئے) تو آپ مجھ سے اسقدر بے تعلق کیوں ہیں۔ عامر نے یہ سنکر عاصمہ کو اپنے آغوش میں لے لیا اور کہا کہ عاصمہ میں تمھارا شوہر نہیں ہوں اور تم سے آج اس حقیقت کا اظہار کرتا ہوں کہ آج سے تم میری بیوی نہیں بلکہ بہن ہو۔ سنو۔ میں بھی تمھاری طرح ایک دوشیزہ ہوں اور رافع بن مالک کی لڑکی ہوں۔ میرا نام نفیسہ ہے۔ میرے کانوں سے تمھارا دردناک واقعہ سنا نہیں جاتا تھا اور میں

ہر وقت بیقرار رہتی تھی کہ کسی طرح اپنی اس توحید پرست بہن کو قید غم سے رہائی دلاؤں۔ اسی غرض سے میں نے بھیس بدلا عاصمہ یہ سنکر حیران و ششدر رہ گئی اور دل ہی دل میں بہت خوش ہوئی۔

اس انکشاف کے بعد ہر دو بہنیں (نفیسہ و عاصمہ) حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور تمام واقعہ من و عن عرض کیا۔ آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے

چونکہ عاصمہ کی علمی قابلیت کی دھوم دور دور تک پہنچی ہوئی تھی حضورؐ نے عاصمہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی اُستانی مقرر کر دیا۔

حضرت عائشہؓ کے علمی مرحلے طے کرانے کے بعد عاصمہ نے تبلیغ پر کمر باندھی اور دیہاتیوں کا سا موٹا لباس زیب تن کر کے فریضۂ تبلیغ ایک مدت تک ادا کرتی رہی۔ مگر باوجود دیہاتی عورتوں میں رہنے سہنے کے اُنکی رعنائی و دلفریبی انکو ممتاز کیے ہوئے تھی۔ مگر بعد میں اس عصمت مآب خاتون نے جنگلوں میں ریاضت و مجاہدے کرنے شروع کر دیے اور اس امتیاز کو بھی نذر صحرا کر دیا۔

اس جانباز و سر فروش خاتون نے چار سو کے قریب عورتوں کو شربت اسلام پلا کر نعمائے جاودانی کا وارث قرار دیا۔

(نوٹ:۔ نہایت افسوس ہے کہ باوجود انتہائی کوشش و تلاش کے اس سر فروش دوشیزہ کی تاریخ ولادت و وفات دستیاب نہو سکی) (یثرب)

آہ شمیم

(از حافظ محمد حسین صاحب شمس کاکوروی)

کیا واقعی شمیم وہ تمام باتیں وہ تمام دلچسپ راتیں وہ تمام دلچسپ لمحات وہ تمام پرکیف ساعات وہ تمام دلچسپ روز و شب طاق نسیاں پر گئے۔ ہاں ہاں کیا سچ مچ تو نے مجھ کو فراموش کر دیا میری تمام لذات کو محو کر دیا میری تمام امیدوں کو پامال کر دیا میری خواہشات کو فراموش کر دیا کیا یقینی طور پر تو اب مجھ سے روٹھ گئی بتاؤ بتاؤ سوچو غور کرو آخر تو ہی بتا سہی کیسے اور کیونکر تیری ہجران نصیب ربیعہ کے قلب شکستہ کو وجہ تسکین ہو آخر کیونکر غم نصیب ربیعہ تیری میٹھی میٹھی باتوں کو فراموش کر دے آخر کیسے شکستہ دل ربیعہ تیری ترنم آمیز موسیقیت کو بھلا دے۔ ہاں۔ ہاں۔ میں بدنصیب کیوں اور کیونکر تجھ کو فراموش کر دوں۔ میرا تخیل میرا قلب میرا دل میری امیدوں کی جولانی میری خواہشات کی تکمیل۔ میری آرزوؤں کی بلندی۔ میری آرزوؤں کی کامرانی۔ میری وجہ تسکین کسی طرح بلکہ کسی حالت میں بھی یہ گوارہ نہیں کر سکتی کہ میں تجھ کو بھلا دوں تجھ کو فراموش کر دوں۔

تو مجھ کو بھول جا، تو میری جانب توجہ نہ کر، تو مجھ کو غم نصیب رکھ تو میری زندگی کو وبال جان بنا، تو میرے پژمردہ قلب کو شگفتہ نہ کر، تو اپنی ترنم آمیز موسیقیت سے میرے خفتہ جذبات کو نہ جگا، تو اپنی مدھ بھری اور رسیلی آنکھوں سے میری جانب التفات نہ کر، تو اپنے میٹھے میٹھے الفاظ سے میرے دل کو نہ بہلا، تو اپنے اخلاق سے گرویدہ نہ کر۔

—— ہاں ہاں یہ تو سچ سچ بتا دے کیا تو اب بالکل مجھ سے روٹھ گئی۔ ہاں مجھے یاد اور خوب اچھی طرح یاد وہ وقت وہ ساعت وہ خوشی کے لمحات وہ پرکیف ساعات وہ خوشگن مناظر جبکہ آفتاب کی زرد زرد شعاعیں کائنات عالم سے چھٹ چھٹ کر رخصت ہو چکی تھیں، پرند اپنے آشیانوں میں بیٹھے سُریلی آوازوں میں چہچہا رہے تھے دنیا کا ہر فرد اپنی اپنی مسرتوں سے ہمکنار ہو ہو کر خوشی کے ترانہ الاپ رہا تھا اور تو اپنی خاص دھن میں خاص انداز میں خاص طرز میں خاص جذبہ میں خاص تخیل میں گُن گنا رہی تھی۔

آہ —— سچ ہے ——

خدا جانے یہ کس کی جلوہ گاہ ناز دنیا ہے
بہت لٹ گئے رونق وہی باقی ہے محفل کی

سچ ہے دنیا فانی دنیا والے فانی بس اللہ کی مرضی باعث تسلی مگر پھر بھی دل کی دھڑکن ناقابل برداشت کیوں اور کس لئے صرف اس باعث (کہ) ہاں ہاں یہ تو سچ سچ بتا دے کیا تو اب بالکل مجھ سے روٹھ گئی۔ مگر شمیم او میری پیاری شمیم تو مجھ سے روٹھ جا تو میری جانب توجہ نہ کر تو میری خوشی کو اپنی خوشی نہ تصور کر تو اپنے بچپن کے عہد پیمان کو یکسر طاق نسیان پر رکھ دے، تو اپنے وعدوں کے دھندلے خاکوں سے بھی مجھ شکستہ دل کو ہمکنار نہ کر، مگر تیری وفادار ربیعہ تجھ کو نہیں بھلا سکتی، تجھ کو نہیں بھلا سکتی، تجھ کو نہیں فراموش کر سکتی، ہاں یاد اور اچھی طرح یاد، وہ دلچسپ صحبتیں وہ دلچسپ باتیں، وہ ترنم آمیز آوازیں، مگر آہ سراب۔

کیا تجھے یاد نہیں، کیا دھندلا خاکہ بھی تیرے پیش نظر حالانکہ تیرا وعدہ اور تیری خواہش! چمنستان سنگم کا وہ سہانا سماں جبکہ ہم تم دونوں باہوں میں باہیں ڈال اٹکھیلیاں کرتے کھیلیں کرتے خسرو باغ کے اردگرد وہ وہ مسرتیں وہ وہ خوشیاں حاصل کرتے تھے کبھی خیال بھی نہ تھا، کبھی وہم گمان بھی نہ تھا کہ وہ شگفتہ پھول وہ میرے دل کی کلی آہ اسطرح اور اسقدر جلد کملا جائے گی مگر آہ حیف۔

اللہ کو کرتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ جگ کا جگ چند سکنڈ میں برباد۔ دھندلا خاکہ بھی نہیں باعث تصور۔ بول بول تو میری پیاری شمیم آخر تجھ کو کیا ہو گیا۔ ہاں یہ تو سچ سچ بتا دے کیا تو اب بالکل مجھ سے روٹھ گئی؟

غیبی آواز! ——

ربیعہ تو غم نہ کر تو فکر نہ کر تو پریشان نہ ہو تو عہد ماضیہ کے [illegible] کا خاکہ پیش نظر کر کے اپنے نازک دل کو ٹھیس نہ لگا کیوں صرف اسلئے کہ دنیا کی دلچسپیاں فانی دنیا کی مسرتیں سراب دنیا کی خواہشیں بے سود، دنیا سے دل لگانا بے فائدہ۔ کیونکہ دنیا کی ہر شے فانی۔ شمیم اور تیری پیاری شمیم جدا اور ہمیشہ کے لئے جدا۔ دنیا کی کوئی قوت، دنیا کی کوئی طاقت وہ سماں نہیں پیدا کر سکتی، دنیا کی کوئی بھی ہستی پھر دونوں کا ملاپ نہیں کرا سکتی اسلئے صبر کر اور اسکے حق میں دعا۔

اے اللہ کیا میری تمام مسرتیں مبدل بہ غم ہو گئیں کیا تو نے اپنی نعمت مجھ سے چھین لی، کیا تو نے واقعی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شمیم میری پیاری شمیم کو مجھ سے جدا کر دیا۔ آہ کاش چند ساعات اور گھڑیاں دیکھنا نصیب ہوتیں۔ چند ساعت اور پھر وہ دلچسپ لمحات حاصل ہوتے۔ مگر افسوس ناممکن اور محال ——

اے رحیم اے کریم تو مجھ کو جلد سے جلد میری پیاری شمیم سے ہمکنار کر دے اور میرے غم کو مبدل بہ خوشی کر کے میرے قلب پژمردہ کو شاداب بنا اور مجھے بھی ابدی نیند سلا دے تاکہ پھر ربیعہ اور شمیم یکجا ہوں۔

لندن کے محکمۂ پولیس میں عورتیں

(ایک خاتون کا بیان)

اخبارات میں اکثر آ چکا ہے کہ لندن کے محکمۂ پولیس میں عورتیں لی جا رہی ہیں۔ اور اسوقت متعدد عورتیں کام کر رہی ہیں۔ اور مزید بھرتی ہو رہی ہے۔ مگر محکمۂ پولیس کے شرائط بیحد کڑے اور سخت ہیں۔ بھرتی آسانی سے نہیں ہوتی بہت سی مشکلات حائل ہوتی ہیں۔ ایک امیدوار خاتون نے اپنی ملازمت کے حصول میں ناکام رہنے کی داستان نہایت ہی دلچسپ طریقے سے بیان کی ہے۔ جو درج ذیل ہے:—

لکھتی ہے مجھے معلوم ہوا تھا کہ محکمۂ پولیس میں با اخلاق ہوشیار، تعلیم یافتہ اور تندرست عورتوں کی ضرورت ہے میں جب پولیس کے دفتر میں ملازمت کے لئے گئی تو مجھے پہلی منزل کے ایک کمرے میں بٹھایا گیا۔ کمرے کی دیواریں گلابی رنگ کی تھیں۔ دروازوں اور کھڑکیوں کا رنگ

سبز تھا۔ کمرے میں ایک تولنے کی مشین رکھی تھی۔ قد ناپنے کا آلہ بھی موجود تھا۔ ایک نوجوان افسر کمرے میں داخل ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ اخبار میں بھرتی کا اعلان پڑھ کر آئی ہوں۔ میری عمر ۲۵۔۲۴ سال کے درمیان ہے۔ میری صحت اچھی ہے۔ اور مجھے پولیس کی ملازمت کا شوق بھی ہے۔ نوجوان افسر نے کہا کہ افسوس آپ ہمارے کام کے لائق نہیں ہیں۔ میں نے ترشروئی سے کہا۔ کیوں؟

نوجوان نے جواب دیا۔ کیونکہ آپ نے عینک لگا رکھی ہے اور ہم کسی امیدوار کو جس کی نظروں کے سامنے کوئی شے حائل ہو منظور نہیں کر سکتے۔ اور کہا کہ تم کو پولیس کی بھرتی کا خیال ہی دل سے نکال دینا چاہیئے۔ مگر جبکہ میں نے اس سے زیادہ معلومات طلب کیے تو اس نے مجھے ایک کتاب دی اسکا نام تھا پولیس میں بھرتی ہونے والی عورتوں کے شرائط۔ اور کہا کہ اس کتاب کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایک اوسط درجہ کی عورت کے لئے پولیس میں بھرتی ہونا کسقدر مشکل ہے اگر وہ لوہے کی بنی ہوئی بھی ہو تو اسے درخواست ہی نہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ شرائط کے مطابق بدن کی کوئی نہ کوئی چیز اسکو ناکام کر دے گی۔ مثلاً پاؤں چوڑے نہ ہوں گلے میں کوئی خامی نہ ہو۔ اگر وہ ڈاکٹری معائنہ میں کامیاب بھی ہو گئی۔ تو اسکے لئے اور بھی بہت سے مقابلے ہیں۔ آفیسران کے اخلاق کے متعلق بہت چھان بین کرینگے اور اخلاق کی تصدیق کے لئے دو ایسے گواہ پیش کرنے ہونگے۔ جو اسے متواتر پانچ سال سے جانتے ہوں۔ اس کتاب میں اخلاق کے مقابلوں کا نمونہ دیا گیا تھا۔ اور کتاب ایسی تھی کہ سرورق کو پڑھ کر ہی کوئی عورت کامیاب ہونے کی امید نہ رکھ سکتی تھی۔

امیدوار خاتون کے عام معلومات بہت وسیع ہونے چاہئیں۔ مثلاً لوہاری کا کام جانتی ہو۔ موٹر کے متعلق بہت سے معلومات حاصل ہوں۔ پھر امیدوار کے قد کا سوال سب سے زبردست ہے۔ کیونکہ کسی امیدوار خاتون کا قد پانچ فٹ چار انچ سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ اور خاص برٹش قوم کی نسل سے ہونی چاہیئے۔ اور جب کسی امیدوار کی عرضی منظور ہو جائے اور وہ ان سب شرائط میں پوری اُترے۔ تو ۲ پونڈ ۱۳ شلنگ ہفتہ تنخواہ ملے گی۔ رہنے کو مکان مفت دیا جائے گا یا مکان کا الاؤنس ملے گا۔ گرفتاری کے متعلق اسکے اختیارات ایسے ہی وسیع ہونگے کہ جتنے ایک پولیس مین کے ہوتے ہیں۔ اسے جرائم کی تحقیقات کا موقع دیا جائے گا۔ خاتون امیدوار کا بیان ہے کہ اس کتاب کے سرسری مطالعہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرے چہرے پر عینک کا ہونا ہی اچھا تھا۔ اور یہ کام میرے بس کا ہرگز نہیں تھا۔ (ماخوذ)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزا احباب و دیگر اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں عرض ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں و اطلاعات فوری روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ موسم میں اب کافی تبدیلی ظاہر ہو رہی ہے۔ دھوپ میں اچھی طرح گرمی ہوتی ہے۔ ۹ر مارچ سنہ ۳۱ء کو دفعتاً مغرب کے بعد آسمان پر گھرا ابر آگیا۔ پہلے زور کی بارش شروع ہوئی بعدہٗ ایک بار رعد و بادلوں کی گرج کافی مقدار میں تھی۔ یہ سلسلہ ۵۔۷ منٹ رہا۔ ژالہ باری کے بعد بارش بھی رک گئی۔ بارش بند ہوتے ہی ایک ہلکی بار رعد و بادلوں کی اور گرج اُسکے بعد مطلع صاف ہو گیا۔ اس ژالہ باری کا اثر کئی دن رہا۔ کچھ سردی بڑھ گئی تھی لیکن اب کئی دن سے وہ اثرات زائل ہو گئے ہیں۔ برامدوں اور دالانوں میں اب ہلکی رضائی شب کو کافی ہوتی ہے۔ البتہ مچھروں کی یورش بڑھ گئی ہے۔ فصل ربیع قریب تیاری کے ہے۔

آب و ہوا:۔ تداخل فصلین کے باعث نزلہ و زکام کی شکایات سنی جاتی ہیں۔ اور اعضا شکنی کی بھی تکلیف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ ابھی کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسلم لیگ:۔ کاکوری مسلم لیگ نے اپنی مجلس عاملہ کے ایک جلسہ میں حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا تھا جو بتاخیر ہمکو موصول ہوا اور کاغذات میں دب جانے کی وجہ سے آج سے پہلے درج اخبار نہ ہوسکا جسکا ہم کو انتہائی افسوس ہے اور کارکنان مسلم لیگ سے ہم معذرت خواہ ہیں۔

رزولیوشن:۔ "مسلم لیگ کاکوری کا یہ جلسہ اپنے صدر قاضی انتظار علیخاں عباسی بی۔اے کی ناوقت وفات حسرت آیات پر اپنے دلی حزن و ملال اور رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں دعا کرتا ہے کہ مرحوم پر رحمت نازل فرمائے اور اگلی دنیا میں بھی انکو اعلےٰ مدارج حاصل ہوں۔ جلسۂ ہذا مرحوم کے والد صاحبزادہ قاضی اظہار علیخاں عباسی و دیگر اعزا سے انکے غم و الم میں پرخلوص ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

قاضی صاحب مرحوم بڑے مخلص پرجوش قومی و ملکی کام کرنے والوں میں تھے اور ہمیشہ ملک و قوم کی خدمت انکا نصب العین رہا جسکے ماتحت مرحوم باوجود خرابی صحت ہر کام میں پیش پیش نظر آتے تھے اور مالی امداد کے موقعوں پر کافی اعانت کرتے تھے۔ کاکوری مسلم لیگ سے مرحوم کو خاص شغف تھا اور بڑی دلچسپی لیتے رہتے تھے اور اپنے مفید و حوصلہ افزا مشوروں سے کارکنان لیگ کی رہنمائی فرماتے تھے"۔

مذکورالصدر رزولیوشن منجانب صدر پیش ہوا اور بعد فاتحہ خوانی (جسکا ثواب مرحوم کی روح کو بخشا گیا) بالاتفاق پاس ہوا تھا۔

(۲) حسب ذیل تار مسلم لیگ کاکوری نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو روانہ کیا ہے:۔

"مسلمانان کاکوری نان پارٹی کانفرنس دہلی کی تحریک کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی منعقدہ ۲۲؍فروری سنہ۳۶ء کے رزولیوشن کی دلی تائید کرتے ہیں"۔

مشاورتی جلسہ:۔ قاضی راشد علیخاں عباسی بی۔اے کی طلب پر کاکوری کے ہندو مسلمانوں کا ایک جلسہ ۹؍مارچ کو مفتی خلیل الدین خان بہادر مرحوم کی کوٹھی کے وسیع چبوترہ پر منعقد ہوا تھا جسکا مقصد قصبہ میں امن و امان قائم و برقرار رکھنا اور ضرورت کے وقت ہر قسم کی ممکنہ امداد ہر شخص کو پہونچائی جانے کا انتظام کرنا تھا جلسہ میں تقریباً ۳۰-۴۰ حضرات ہندو اور مسلمان شریک تھے۔ بعد مشورہ طے پایا کہ ایک کمیٹی نو اشخاص کی بنا دیجائے جو طریقۂ کار تجویز کرکے آیندہ جلسہ میں جو ۱۵؍مارچ کو ہونا طے ہوا ہے پیش کرے۔

چہلم:۔ مثل سالہائے ماسبق ۲۴؍صفر (۱۲؍مارچ) بروز پنجشنبہ قصبہ میں چہلم کے سلسلہ میں مراسم عزاداری ادا ہوئے ۱۰ بجے کے بعد چودھری محلہ دکٹرہ وغیرہ کے تعزیے اپنے اپنے مقررہ راستوں سے میدان قلعہ ہوتے ہوئے سہ پہر کو حسب دستور چودھری محلہ میں بڑے جاہ کے ساتھ بعد مغرب کربلا پہونچائے گئے۔ اس بار غیر معمولی اجتماع بیان کیا جاتا ہے غالباً اسکا سبب یہ ہے کہ گذشتہ عشرہ کے موقع پر عین وقت پر بارش ہوجانے سے سردی بہت بڑھ گئی تھی اس لئے دیہات کے لوگ نہ آسکے تھے۔ اب موسم خوشگوار ہونے کی وجہ سے دور دور کے مواضعات کے مرد و عورتیں کثیر تعداد میں آئے۔ بہرحال چہلم نہایت شان کے ساتھ پورے امن و امان سے گذرا۔ حسب معمول چودھری محلہ میں اچھے میلہ کی حیثیت پیدا ہوگئی تھی۔ مٹھائی۔ پوری۔ کباب۔ دہی بڑے وغیرہ بڑی مقدار میں فروخت ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ ایک تنبولی کا بیان ہے کہ دہ گیارہ روپیہ کے پان اس موقع کے لئے لکھنؤ سے خرید کر لایا تھا جو سب صرف بیڑوں کی شکل میں فروخت ہوگئے۔

غلہ کی گرانی:۔ متعدد شکایات آئی ہیں کہ کٹرہ کی بازار میں غلہ نہیں مل رہا ہے۔ خصوصاً گیہوں بہت کمیاب ہے۔ بعض دن تو لوگوں کو ناامید واپس آنا پڑا۔ ایک دانہ بھی گیہوں کا نہیں ملا۔ باہر سے جو تھوڑا بہت گیہوں آتا ہے

وہ گراں قیمت پر تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مقامی بنیوں نے غلہ روک رکھا ہے اور اگر کچھ غلہ خصوصاً گیہوں بازار کے دنوں میں نکالتے ہیں تو عوام کو نہیں ملتا مخصوص لوگ لے لیتے ہیں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے گورنمنٹ کے مقررہ نرخ پر کوئی عملدرآمد نہیں۔ پولیس بالکل لاپرواہ ہے۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) دریافت ہوا ہے کہ قاضی اظہار علی خاں عباسی کی آنکھوں کی تکلیف رفع ہو گئی ہے اور اُنکے متعلقین اور خانہ صاحبہ کلکتہ سے واپس آگئی ہیں۔

(۲) دختر مولوی احتشام الدین علوی (مولوی محلہ) کا ہیر اب اچھا ہے اور وہ کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی ہے۔

علالت:۔ والدہ مولوی ضمیر الدین علوی کی حالت میں ابھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ورم جگر میں کچھ خفیف کمی بیان کی جاتی ہے۔ قلبی تکلیف بھی ہے۔ ضعف بہت ہو گیا ہے۔ غذا بہت کم ہو رہی ہے۔ ڈاکٹری علاج جاری ہے اللہ تعالےٰ جلد شفا عطا فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) سید ثابت علی عباسی (محلہ قلعہ) گذشتہ ماہ نومبر ۱۹۴۱ء میں ۱۰ سال کے بعد وطن آئے تھے ۲ مارچ ۱۹۴۲ء کو اورنگ آباد (دکن) واپس گئے۔

(۲) اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ میں ۲۸ فروری ۱۹۴۲ء کو ہندو مسلم بلوہ میں شیخ احتشام اللہ کرمانی خلف خان بہادر شیخ اکرام اللہ کرمانی (بہنوئی مولوی اقتدا علی عباسی) کے سر اور ایک ہاتھ میں شدید ضربات آئیں۔ میڈیکل کالج لکھنؤ میں زیر علاج ہیں۔ شیخ احتشام اللہ امین آباد پارک سے تنہا گذر رہے تھے کہ چند ہندوؤں نے حملہ کرکے شدید مضروب کیا۔ اب حالت رو بصحت بیان کی جاتی ہے۔

(۳) سُنا گیا ہے کہ جزیرہ جاوہ سے جو جہاز ہندوستان آرہے ہوے جاپانیوں نے غرق کیا ہے اُسمیں صرف ایک شخص محمد داؤد نامی زندہ بچا ہے۔ خدا کرے یہ محمد داؤد حاجی اسحاق علی المعروف بہ ظفر الملک علوی کے بڑے صاحبزادہ ہوں جو عرصہ دراز سے سنگاپور میں کاروبار کر رہے تھے جب سنگاپور کی حالت خراب ہوئی تو وہ جاوہ چلے گئے تھے اور اب وہاں سے ہندوستان آرہے تھے کہ راستہ میں جہاز کی غرقابی کا حادثہ پیش آیا۔ محمد داؤد اب جاپانیوں کے یہاں قید میں ہیں۔

(۴) سب لفٹننٹ مونس حسن علوی خلف منشی آغا حسن علوی (محلہ تارٹولہ) کے متعلق سنا گیا ہے کہ سنگاپور کے سقوط کے وقت وہاں فوج کے ساتھ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جس فوج کو سنگاپور میں جاپانیوں نے گرفتار کیا ہے اُسمیں مونس حسن علوی بھی ہیں۔

حادثہ:۔ ۱۰ اور ۱۱ مارچ ۱۹۴۲ء کی درمیانی شب ۱۱ بجے بمقام لکھنؤ (محلہ وکٹوریہ گنج) اہلیہ منشی زکی احمد علوی (محلہ باڈلی) نے انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کئی ماہ سے مرض دق میں مبتلا تھیں اور ایک ماہ سے حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ ابھی پورے ۲ سال بھی عقد کو نہیں ہوئے تھے مرحومہ نیک اور خدمت گزار تھیں سسرال کے لوگ خوش تھے۔ اپنی یادگار ایک بچہ چھوڑا۔ خداوند کریم اسکو پروان چڑھائے۔ ہم اس حادثہ میں منشی زکی احمد علوی اور اُنکے بوڑھے والد ڈپٹی امیر احمد صاحب علوی سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

گذارش:۔ اخبار کا سال ۳۰ اپریل ۱۹۴۲ء کو ختم ہوگا بعض اُن معاونین سے جنہوں نے اسوقت تک اپنا چندہ باوجود یاد دہانیوں کے روانہ نہیں فرمایا ہے یا جن کے ذمہ کچھ پچھلی بقایا ہے وہ براہ کرم جلد توجہ فرما کر چندہ سے ان گرانی کے ایام میں اخبار کی معاونت فرما کر کارکنان کو ممنون فرمائیں۔

المعـــــلن
منیجر کاکوری اخبار